

بڑے کاروبار کرنے والوں کے لیے اخلاقی اور قانونی جواز فراہم کرنے کے ساتھ الال ایمان کو ترغیب دی کہ وہ اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے صرف جائز ذرائع کو استعمال کریں۔ لیکن کاروبار میں سرمایہ کی فراہمی ایک مستقل مسئلہ ہے اور اسے حل کرنے کی ایک ٹھکل یہ پائی جاتی ہے کہ ایک سے زائد صارف مل کر ایک کاروبار میں سرمایہ لگائیں اور اپنے سرمایہ کے نتائج سے نفع یا نقصان میں شریک ہوں۔ اس غرض سے بہت سی کمپنیاں حصہ کی فروخت کا اعلان کرتی ہیں اور ان کمپنیوں کے منصوبے کے لحاظ سے عوام ان کے حصہ خرید کر حصہ دار بن جاتے ہیں۔ اس طرح جو نفع ایک نئے دار کو ملتا ہے وہ نہ سود کی تعریف میں آتا ہے نہ قمار اور جوئے کی تعریف میں آتا ہے۔ اس پورے عمل میں جو چیز بنیادی اہمیت رکھتی ہے وہ کمپنی کی سرگرمی ہے۔ اگر وہ کمپنی کسی ممنوع اور حرام کام میں رقم لگا رہی ہے تو یہ کاروبار اور اس کے شرکاء حرام کے مرکب ہوتے ہیں اور اگر کمپنی کی سرگرمی حلال اور جائز نوعیت کی ہے تو اس سے مٹے والا نفع کم ہو یا زیادہ حرام کی تعریف میں نہیں آتا۔

اس لیے کسی کمپنی کے حصہ لینے وقت یہ تحقیق کر لیجیے کہ وہ کس نوعیت کا کاروبار کرنے جا رہی ہے۔ اگر وہ کاروبار حلال ہے تو اس میں حصہ لینے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ والله اعلم

بالصواب! (۱-۱)

بُك میں ملازمت کا مسئلہ

س: بُك کی ملازمت کے حوالے سے آپ کی کیا رائے ہے بالخصوص ایسے بُك جن

کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے نظام کا بنیادی ڈھانچا اسلامی بُك کاری پر ہے؟

ج: اسلام انسان کی معاشی ضروریات کو ایک ضابطہ اخلاق کے تحت حل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اکلی حلال کے حصول میں ہدف اور ذرائع دونوں کو یکساں اہمیت دیتا ہے۔ ایک شخص یہک نیتی کے ساتھ چوری کر کے غرباد ماسکین کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ یہ بات کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ بُك سود کی بنیاد پر کاروبار کرتے ہیں۔ یہ ایسی ہی واضح ٹھکل ہے جیسے

ایک ناج گھر یا شراب خانے کا کاروبار کھلے طور پر حرام پر بینی ہوتا ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص اپنے اور اپنے بچوں کو فاقہ اور موت سے بچانے کے لیے جگہ جگہ ملازمت تلاش کرتا ہے لیکن کہیں کامیابی نہیں ہوتی اور آخر کار سے ایک ناج گھر پر چوکیداری کی ملازمت مل جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہاں پر حرام کا ارتکاب ہو رہا ہے لیکن اس کے سامنے انتخاب یہ ہے کہ وہ یا تو فاقہ سے مر جائے یا صبح سے رات تک چوکیداری کی مشقت کر کے اتنی رقم حاصل کر لے کہ بچے اور وہ خود فاقہ سے نہ میریں۔ ایسی صورت حال میں شریعت اس کے لیے ایسی روزی کو اس وقت تک حلال قرار دیتی ہے جب تک اسے ایک حلال روزگار نہ مل جائے۔ انسانی جان بجانا شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے جو اصول دیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایسی مجبوری آپڑے جس میں بغیر کسی با غایبانہ روشن کے اضطرار ایک منوع شے استعمال کرنی پڑے تو صرف ضرورت کی حد تک اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ رہا معاملہ ایسے بکوں کا جو غیر سودی بنیاد پر کام کر رہے ہوں تو ان کی ملازمت اس زمرے میں نہیں آتی۔ وہاں پر کام کرنا ہر لمحہ اس سے جائز ہے۔ (۱-۱)

متنقی: نکاح کی ایک صورت؟

س: اسلام میں نکاح کا جو تصور ہے وہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بہ رضا و غبت آپس میں شادی پر راضی ہوں اور اس پر کم سے کم دو گواہ موجود ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر متنقی لڑکے اور لڑکی کی خوشی سے اور ان دونوں کے والدین کی باہمی رضامندی سے طے پائی ہو تو کیا اس کو نکاح کی ایک صورت تصور کیا جاسکتا ہے؟

ج: ایک لڑکے اور لڑکی کے درمیان عقد نکاح دراصل ایک ایجاد و قبول کا معاملہ اور اعلان ہے جس میں لڑکی کی طرف سے اس کے ولی یا وکیل کا گواہوں کے سامنے یہ اظہار کرنا کہ لڑکی بغیر کسی دباؤ کے اپنی مرضی سے نکاح پر آمادہ ہے اور رشتے کو منظور کرتی ہے، اور لڑکے کا گواہوں کے سامنے اس بات کے اظہار کا نام ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔ اگر